امام سجادؑ کے قول و فعل میں بصیرت کے جلوے

تالیف: علی رضا زنگوئی
ترجمہ: منہال حسین

تقدیر الٰہی نے ۳۸ ھ میں اپنی خلقت کے شاہکار کو لباس ظہور عطا کیااور ربانی صفات کی تجلی کو ایک عظیم شخصیت میں جلوہ گر کیا، مدینۃ الرسول میں علیؑ و فاطمہؑ کی پاکیزہ نسل سے اس عالم میں قدم رنجہ ہوا، اس کی پیدائش سے شیعوں کی آنکھیں پرنور ہوئیں، مہربان باپ نے اس نومولود کا نام علیؑ رکھا تاکہ لوگوں کے اذہان میں اپنے بابا کی یاد کو زندہ و جاوید بناسکے، امام باقر علیہ السلام اپنے بابا کی تعریف و تمجید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "میرے بابا خدا کی کسی بھی نعمت کو یاد نہ کرتے مگر یہ کہ اس کی یاد کے ساتھ ہی خدا کے لئے سجدہ شکر بجا لاتے، کوئی بھی ناگوار اور ناپسند واقعہ رونما ہوتے ہی سر اقدس کو سجدے میں رکھ دیتے اور جب بھی دو لوگوں کے درمیان صلح اور دوستی برقرار کرتے تو ضرور سجدہ شکر بجا لاتے آپؑ کے پورے بدن سے سجدے کے آثار نمایاں تھے، اسی وجہ سے انہیں "سجاد" کہا جاتا ہے"۔(علل الشرائع، شیخ صدوق، انتشارات مکتبۃ الداوری، ج۱، ص ۲۳۳)

امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی زندگی میں بے شمار رنج و الم اور فتنہ و فساد دیکھے اور متعدد مفسدوں اور فتنہ گروں سے مقابلہ کیا، سب سے پہلے عالم طفلی میں مسجد کوفہ کے محراب میں ابن ملجم نے آپ کے جد محترم امیر المومنین علیہ السلام کے سر اقدس کو شگافتہ کرکے معصوم دل کو ایک عظیم مصیبت میں مبتلا کر دیا، اس کے بعد دس سال تک چچا جان امام حسن علیہ السلام کے مصیبت بار دوران امامت کو دیکھا نوجوانی کے عالم میں چچا جان کے تیروں سے چھلنی تابوت اور جسم اطہر کو دیکھ کر جان لیوا غم و اندوہ میں مبتلا ہوئے، امام سجاد علیہ السلام ایسے حالات اور شرائط میں کشتی ولایت کے ناخدا قرار پائے کہ دل پر غموں کے پہاڑ کا بوجھ اور قلب و روح نہایت دردناک لحظات کا تجربہ کر رہے تھے، خاندان عصمت و طہارت کے شہسواروں، پابند عہد بھائیوں اور دوستوں کی مظلومانہ شہادت، برہنہ تلواروں اور خونخواروں کے سایہ میں یتیموں اور داغدار ماؤں کے آہ و نالے، یہ وہ تمام تلخ واقعات و حوادث ہیں جو دل معصومؑ کو برابر رنج دے رہے تھے۔

امام سجاد علیہ السلام نے تقریباً ۳۴ سال تک مسلمانوں کی رہبری اور امامت کی، دوران امامت کے بے شمار فتنوں کے درمیان لوگوں میں بصیرت کے فقدان کے پیش نظر نہایت سعی و کوشش کی تاکہ آسمان فکر سے جہل و نادانی کے تاریک بادلوں کو دور کرکے لوگوں کے وجود کو خورشید حقیقت سے منور کردیں۔ امام علیہ السلام نے امویوں کے مسموم پروپیگنڈوں کے بادل کو اس طرح چھانٹاکہ اندھی آنکھیں اور بہرے کان بھی حقیقت کو بخوبی دیکھ اور سن سکتے تھے، اس مقام پر ہمارا ارادہ یہ ہے کہ کربلا سے شہادت تک امام زین العابدینؑ کے بصیرت افروز کارناموں پر روشنی ڈالی جائے لیکن اس بحث کو پیش کرنے سے پہلے امام علیہ السلام کے دور میں سیاسی چالوں کا تجزیہ و موشگافی ضروری ہے۔

امام سجاد علیہ السلام کے دور میں سیاسی چالوں کی کچھ جھلکیاں

الف: اسلام کے حقیقی افکار کی تحریف اور جاہلی افکار کا رواج۔

ب: اہل بیت علیہم السلام کے خلاف امویوں کے پروپیگنڈوں کا کارگر ہونا اور لباس حقیقت پہن لینا۔

ج: شیعوں کی عظیم شخصیات کی شہادت، سیاسی اور اقتصادی محرومیت اور دھمکیوں کی وجہ سے شیعہ تنظیموں میں افراتفری۔

د: اسلامی فتوحات کے بعد جعلی حکمرانوں کا دنیوی غنائم اور نعمتوں میں غرق ہوجانا۔

ھ: اسلامی سماج میں بظاہر متدین افراد کا فتنوں کو ہوا دینا۔

و: لوگوں کی سیاسی ومذہبی جہالت اور بے دینی واخلاقی برائیوں کا عام ہونا۔

ز: دوستوں اور حقیقی مجاہدوں کی کمی۔[۲]

ح: شیعوں پر حد سے زیادہ سختی۔

ط: حکومت کی جانب سے جعلی حدیثوں کو گڑھنے والے افراد کی زبردست حمایت۔

ی: حجاج اور عبد الملک بن مروان جیسے لوگوں کے ہاتھوں اسلامی قوانین اور اسلامی احکام کے ساتھ کھلواڑ کرنا۔

امام سجاد علیہ السلام کی امامت کا دور، نہایت سخت اور پرآشوب تھا۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: " ارتد الناس بعد الحسین علیہ السلام الا ثلاثة؛ ابو خالد الکابلی، یحییٰ بن ام الطویل و جبیر بن مطعم" امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد لوگ خاندان عصمت و طہارت سے دور اور مرتد ہوگئے، سوائے تین لوگوں: ابو خالد کابلی، یحیٰؒ بن ام الطویل اور جبیر بن مطعم کے"۔ (بحار الانوار، علامہ مجلسی، موسسہ الوفاء، بیروت، ۱۴۰۴ھ، ج۴۶، ص ۱۴۴)

(امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: "مکہ اور مدینہ میں ایسے بیس لوگ بھی نہیں ہیں جو ہمیں چاہتے یا ہم سے محبت کرتے ہوں"۔ (سابق حوالہ، ص ۱۴۳)

امام سجاد علیہ السلام کی گرانقدر عمر کا زیادہ تر حصہ عبد الملک بن مروان کے اکیس سالہ دور حکومت میں گزرا، عبد الملک بن مروان تخت خلافت پر بیٹھنے سے پہلے مدینہ کے فقہاء میں سے تھا، اسے زاہد، عابد اور دیندار جانا جاتا تھا وہ اپنا زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتا تھا، اسی وجہ سے اسے "حمامۃ المسجد" مسجد کا کبوتر کہا جاتا تھا۔ (سیرہ پیشوایان، مہدی پیشوائی، منقول از: تاریخ تمدن اسلام، ترجمۂ علی جواہر کلام، امیر کبیر، تہران، ج ۴، ص ۱۰۰)

اس کے باپ مروان کی موت کے بعد جب اسے خلیفہ ہونے کی خبر دی گئی تو اس وقت وہ قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول تھا، یہ خبر سن کر اس نے قرآن کو بند کیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا: "اس کے بعد مجھ میں اور تجھ میں جدائی ہوئی، اب ہماری ملاقات ہر گز نہیں ہونے والی ہے"۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے خلیفہ کے سامنے گفتگو کرنے سے منع کیا اور امر بالمعروف و نہی از منکر سے روکا۔ (سابق حوالہ، منقول از الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، دار صادر، بیروت، ۱۳۹۹ھ، ج ۴، ص ۵۲۰)

مشہور مورخ اور تاریخ داں مسعودی کہتے ہیں: "عبد الملک بن مروان ایک خونخوار شخص تھا اس کے والی جیسے کہ حجاج عراق کا گورنر، مہلب خراسان کا گورنر، ہشام ابن اسماعیل مدینہ کا گورنر تھا جو اسی کی طرح نہایت خونخوار اور ظالم وجابر تھے"۔ (سابق حوالہ، منقول از مروج الذہب و معادن الجواہر، مسعودی، دار الاندلس، بیروت، ج ۳، ص ۹۱)

مذکورہ تمام گورنروں کے درمیان حجاج سفاکی اور خون بہانے میں نہایت مشہور تھا، اس ظالم نے مدینہ کے مشہور صحابہ جیسے جابر ابن عبد اللہ انصاری، انس بن مالک، سہل بن ساعدی جیسے لوگوں کو قتل کیا اور بعض لوگوں کو ذلیل و خوار کرنے کی غرض سے اس لئے لوہے کی سلاخوں سے داغ لگوایا کہ وہ لوگ قتل عثمان میں شریک تھے۔ (سابق حوالہ، منقول از الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، ج ۴، ص ۳۵۹)

جب حجاج نے مکہ اور مدینہ والوں کو اپنا مطیع بنا لیا تو عبد الملک بن مروان نے اسے پورے عراق کا گورنر بنا دیا، ایک دن وہ اپنا چہرہ چھپا کر ایک اجنبی کی طرح مسجد کوفہ پہنچا، لوگوں کی صفوں کو چیرتا ہوا منبر تک پہنچا اور اس پر بیٹھ کر کافی دیر تک ساکت رہا، جب ہر طرف سکوت چھا گیا تو اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا: اے کوفہ والو! میں ایسے سروں کو دیکھ رہا ہوں جن کے کاٹنے کا وقت آگیا ہے، انہیں تنوں سے جدا کرنا بہت ضروری ہے اور یہ کام میں انجام دوں گا اور ایسے خون کو دیکھ رہا ہوں جو داڑھی اور عماموں کے درمیان موجزن ہیں"۔ (سابق حوالہ، ص ۳۷۵)

مسعودی لکھتے ہیں: "حجاج نے بیس سال حکومت کی، اس مدت میں جو لوگ اس کی تلوار سے قتل ہوئے یا اس کے ظلم وستم کے زیر سایہ مارے گئے ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے، قتل ہونے والوں کی یہ وہ تعداد ہے جو اس کے سپاہیوں کے ہاتھوں جنگ وغیرہ میں نہیں مارے گئے بلکہ خود حجاج اور اس کے ظلم وستم سے قتل ہوئے، حجاج کی موت کے بعد اس کے مشہور قید خانے میں پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں تھیں جن میں سے سولہ ہزار قیدی بے لباس اور عریاں تھے، حجاج زن و مرد میں چونکہ کوئی تفریق نہیں کرتا تھا اسی لئے سب کو ایک ہی قید خانہ میں قید کرتا تھا، اس کے قید خانہ پر کوئی چھت نہ تھی جس کی وجہ سے اس کی قید میں رہنے والے قیدی گرمی و سردی اور بارش سے ہر گز امان میں نہیں رہتے تھے۔ (سابق حوالہ، منقول از مروج الذہب و معادن الجواہر، مسعودی، دار الاندلس، بیروت، ج ۳، ص ۱۶۶ و ۱۶۷)

امام سجادؑ کے قول وفعل اور سیرت میں بصیرت افروز نمونے

امام سجاد علیہ السلام کے قول و فعل اور سیرت کے بارے میں مطالعہ کرنے کے بعد آپؑ کی زندگی کے بصیرت افروز نمونے قابل مشاہدہ ہیں جو اجاگر اور بیدار کرنے والی رسالت، عالمانہ سرزنش، حکیمانہ مواعظ اور بیانات، کریمانہ خلق و خو، پوشیدہ حمایت، عارفانہ عبادت، مجاہدانہ تربیت اور مضبوط موقف سے وجود میں آئے ہیں۔

۱۔ بیدار کرنے والی رسالت

الف: اہلبیتؑ کا تعارف

جب اہل حرم کو اسیر بنا کر شام لے جایا جارہا تھا تو راستے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: خدا کا شکر ہے جس نے تم لوگوں کو قتل کیا اور تتر بتر کر دیا، لوگوں کو تم سے امان میں رکھا اور امیر المومنین یزید کو تم پر کامیابی عنایت کی۔

امام سجاد علیہ السلام یہ سن کر خاموش رہے یہاں تک کہ اس نے اپنے دل کی بات کہہ ڈالی جب وہ اپنی بات کہہ چکا تو امامؑ نے اس سے سوال کیا کہ کیا تم نے قرآن کی تلاوت کی ہے؟ مرد شامی نے جواب دیا: ہاں تلاوت کی ہے، فرمایا: آیہ " قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ " (سورہ شوریٰ، آیت ۲۳) کی بھی تلاوت کی ہے؟ مرد شامی نے جواب دیا: ہاں تلاوت کی ہے، فرمایا: آیت " و آت ذا القربی حقہ---" (سورہ اسرا، آیت ۲۶) کی بھی تلاوت کی ہے؟ مرد شامی نے جواب دیا: ہاں اس آیت کی بھی

تلاوت کی ہے، فرمایا: کیا اس آیت " انّما یرید الله لیذهب عنكم الرجس اهل البیت و یطهركم تطهیرا" (سورہ احزاب، آیت ۳۳) کی تلاوت کی ہے؟ مرد شامی نے جواب دیا: ہاں تلاوت کی ہے۔

تو امامؑ نے فرمایا: اے شیخ! جان لے کہ یہ تمام آیتیں ہماری شان میں نازل ہوئی ہیں اسلئے کہ ہم ہی ذوی القربی ہیں، ہم ہی طیب و طاہر اور مطہر اہل بیتؑ ہیں جو ہر قسم کی برائیوں اور گندگیوں سے منزہ ہیں، یہ سن کر وہ شیخ سمجھ گیا کہ ابھی تک جو کچھ اس سے اسیروں کے سلسلہ میں بیان کیا گیا تھا وہ سب جھوٹ اور غلط ہے، انہوں نے ہر گز خروج نہیں کیا بلکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہیں وہ اپنی بے ادبی پر بہت نادم و پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ خدایا! میرے دل میں ان کے متعلق جو بھی بغض و عداوت تھی، اس سے توبہ کرتا ہوں اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتا ہوں۔ (بحار الانوار، الجامعۃ لدرر اخبار الائمہ الاطہار، علامہ مجلسی، ج ۴۵، ص ۱۵۶)

عاشور کی زندگی کے درخشان ترین لحظات میں اسیری کا زمانہ ہے جس میں آپؑ نے حیرت انگیز انقلاب برپا کیا اور اپنے اقدام سے اہل بیتؑ کی یاد کو دلوں میں ہمیشہ کے لئے جاوداں کر دیا، امام سجاد علیہ السلام کا مسجد اموی میں فراز منبر پر خطبہ دینا؛ جب لوگوں نے یزید سے اصرار کرکے اجازت مانگی کہ امام سجاد علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہوں اور خطبہ پڑھیں تو اس نے اجازت دی، آپؑ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

" ایها الناس اعطینا ستا و فضلنا بسبع؛ اعطینا العلم والحلم والسماحة والفصاحة والشجاعة والمحبة في قلوب المومنین و فضلنا بان النبی المختار محمداً و منا الصدیق و منا الطیار و منا اسد الله و اسد رسوله و منا سبطا هذه الامة، من عرفني فقد عرفني و من لم یعرفني انبأته بحسبي و نسبي، ایها الناس! انا ابن مكة و منى، انا ابن زمزم والصفا---" (سابق حوالہ ص، ۱۳۸) لوگو! خدا نے ہم اہلبیت (خاندان پیغمبرؐ) کو چھ چیزیں عنایت کی ہیں اور سات فضیلتوں کے ذریعہ ہمیں دوسروں پر برتری عنایت کی ہے؛ خدا نے ہم کو علم، حلم، بزرگی، فصاحت، شجاعت اور مومنین کے دلوں میں محبت عنایت کی ہے اور ہماری سات فضیلتیں یہ ہیں؛ خدا کا برگزیدہ پیغمبرؐ ہم سے ہے، اس امت کے صدیق (امیر المومنین علی علیہ السلام) ہم سے ہیں، جعفر طیار ہم سے ہیں، خدا کا شیر اور اس کے رسولؐ کا شیر (سید الشہداء جناب حمزہ) ہم سے ہیں اور اس امت کے دو سبط (جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام) ہم سے ہیں لوگو! تم میں سے جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں مکہ و منیٰ کا بیٹا ہوں میں زمزم و صفا کا بیٹا ہوں---"

اس کے بعد امام سجاد علیہ السلام اپنے جد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی فضیلتوں کو بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں :

" انا ابن من حمل الرکن باطراف الرداء، انا ابن خیر من ائتزر و ارتدی، انا ابن خیر من انتعل واحتفی ، انا ابن خیر من طاف و سعی، انا ابن خیر من حج ولبی، انا ابن من حمل علی البراق فی الھواء، انا ابن من اسری بہ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی، انا ابن من بلغ بہ جبرئیل الی سدرۃ المنتہی، انا ابن من "دنیٰ فتدلی فکان قاب قوسین أو ادنی"، انا ابن من صلی بملائکۃ السماء، انا ابن من اوحی الیہ الجلیل ما اوحی، انا ابن محمد المصطفیٰ" (حوالہ سابقہ، ص ۱۳۸)

میں اس کا فرزند ہوں جس نے حجر اسود کو گوشہ عبا سے اٹھایا، میں اس بہترین شخص کا بیٹا ہوں جس نے احرام باندھا، طواف کیا اور سعی انجام دی، میں بہترین شخص کا بیٹا ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں جسے شب معراج مسجد الحرام سے مسجد اقصی لے جایا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جسے آسمانوں کی سیر کراتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جو اپنی ملکوتی سیر میں اس قدر حق سے نزدیک ہوا کہ مقام "قاب قوسین أو ادنی" کی منزل تک پہنچ گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جس نے فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی میں اس کا بیٹا ہوں جس پر خداوند عالم نے وحی نازل فرمائی، میں محمد مصطفیٰ کا بیٹا ہوں۔

اس کے بعد امام سجاد علیہ السلام امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے بحر فضائل میں سے چند قطروں کو بیان فرماتے ہیں :

"انا ابن علی المرتضیٰ، انا ابن من ضرب خراطیم الخلق حتی قالوا لا الہ الا اللہ، انا ابن من ضرب بین یدی رسول اللہ بسیفین و طعن برمحین و ھاجر الھجرتین و بایع البیعتین و قاتل ببدر و حنین و لم یکفر باللہ طرفۃ عین، انا ابن صالح المؤمنین وارث النبیین و قامع الملحدین و یعسوب المسلمین و نور المجاھدین و زین العابدین و تاج البکائین و أصبر الصابرین و أفضل القائمین من آل یاسین رسول رب العالمین، انا ابن المؤید بجبرئیل المنصور بمیکائیل، انا ابن المحامی عن حرم المسلمین و قاتل المارقین والناکثین و القاسطین والمجاھد اعدائہ الناصبین و افخر من مشی من قریش اجمعین و اول من اجاب استجاب للہ و لرسولہ من المؤمنین و أول السابقین و قاصم المعتدین و مبید المشرکین و۔۔۔" (سابق حوالہ، ص۱۳۹)

میں علی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں جس نے سرکشوں کی ناک خاک میں رگڑی یہاں تک کہ ان لوگوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیا، میں اس کا بیٹا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کے رکاب میں دو تلواروں اور نیزوں سے معرکہ آرائی کی، دو بار ہجرت کی اور دو بار بیعت کی اور بدر و حنین

میں کفار سے پیکار کی اور چشم زدن کے لئے بھی خدا سے کفر نہیں کیا، میں صالح المومنین کا بیٹا ہوں، انبیاء کے وارث کا بیٹا ہوں، میں مشرکوں کو قتل کرنے والے کا بیٹا ہوں اور مسلمانوں کے امیر، جہاد کو عام کرنے، عبادت گزاروں کی زینت اور گریہ کرنے والوں کے افتخار کا بیٹا ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں جو بردباروں کے درمیان سب سے زیادہ بردبار اور نماز گزاروں میں سب سے افضل اور رسول اللہ ﷺ کے اہلبیتؑ سے ہے، میں اس کا بیٹا ہوں جس کی حمایت جبرئیل اور میکائیل نے کی، میں اس کا بیٹا ہوں جس نے مسلمانوں کے حریم کی حفاظت کی، مارقین، قاسطین اور ناکثین سے جنگ کی اور اپنے دشمنوں سے جہاد کیا، میں قریش کے بہترین فرد کا بیٹا ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں جس نے مسلمانوں کے درمیان سب سے پہلے خدا اور پیغمبرؐ کی آواز پر لبیک کہا، میں اسلام وایمان میں سبقت کرنے والے سرکشوں کی کمر توڑنے والے اور مشرکوں کو ختم کرنے والے کا بیٹا ہوں۔۔۔"

امام زین العابدین علیہ السلام نے رسالت و امامت کے شجرہ طیبہ کو پہچنوانے میں اس طرح فصاحت و بلاغت کے ساتھ تقریر کی کہ حاضرین کے نالہ وزاری کی آواز بلند ہو گئی، یہ دیکھ کر یزید کو خوف لاحق ہوا، فوراً موذن سے اذان دینے کیلئے کہا: موذن نے اذان کہنا شروع کر دیا اور جب " أشهد أن محمدا رسول الله " پر پہنچا تو امام علیہ السلام نے فراز منبر سے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یزید! تو یہ بتا کہ محمد ﷺ تیرے جدّ ہیں یا میرے جدّ ہیں؟ اگر تو یہ کہے کہ تیرے جدّ ہیں تو یقیناً تو جھوٹا ہے اور اگر یہ اقرار کرتا ہے کہ میرے جدّ ہیں تو پھر یہ بتا کہ تو نے کیوں ان کے بچوں (اہلبیت) کو قتل کیا؟ (سابق حوالہ، ص ۱۴۰)

اہل شام جو ابھی تک بنی امیہ کے زہریلے پروپگنڈوں کی وجہ سے غفلت کا شکار تھے، وہ امام علیہ السلام کے فصیح وبلیغ خطبہ کو سننے کے بعد پوری طرح حقیقت کو سمجھ گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کے ساتھ بنی امیہ نے کتنا بڑا دھوکہ روا رکھا ہے۔

ب: بہتے آنسو

امام سجاد علیہ السلام کا گریہ دلوں کو دہلا رہا تھا یہی وجہ ہے کہ سنگ دل افراد بھی منقلب ہو گئے، امامؑ نے اپنے اشکوں سے بنی امیہ کی ان کرتوتوں کو آشکار کر دیا جو ہرگز ان کے سیاہ کارناموں سے مٹ نہیں سکتیں، بہت سے شامی جنہیں کربلا کے واقعہ سے متعلق کچھ معلومات تھیں وہ امام سجاد علیہ السلام کی نحیف آواز اور بہتے ہوئے اشکوں سے حقیقت کو گہرائی تک سمجھ گئے، امام سجاد علیہ السلام ذبح ہوتے ہوئے گوسفند، روتے ہوئے معصوم شیرخواروں اور کسی پیاسے انسان کو دیکھ کر زار و قطار کربلا کے

شہیدوں پر گریہ کرنے لگتے، یہ منظر اگر کوئی شیعہ دیکھتا تو امامؑ کے رنج والم کو دیکھ کر شمع امامت کا پروانہ بن کر طواف کرنے لگتا اور اگر شیعہ نہ ہوتا اور صرف ایک مسلمان ہوتا تو ذمہ داری کا احساس کرتا اس لئے کہ اتنے حوادث رونما ہونے کے باوجود مسلمانوں کے درمیان حدیث "إني تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتي اهل بیتي وإنهما لن یفترقا حتی یردا عليّ الحوض" (امالی، طوسی، ص ۵۴۷) زبان زد تھی جس کی وجہ سے ہر مسلمان پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے متعلق امانتداری کا پورا خیال رکھتا اور اگر کوئی غیر مسلمان ہوتا تب بھی وہ واقعہ کربلا کے جانگداز ہونے کی وجہ سے مقام داوری وقضاوت میں حضرتؑ کے دشمنوں سے بیزاری کو اپنا فریضہ سمجھتا۔

امام سجاد علیہ السلام کربلا کے شہیدوں کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے مختلف مناسبتوں اور مواقع پر اپنے شہیدوں اور اعزاء واقارب کے لئے گریہ فرماتے، آنکھوں میں آنسو جمع ہو جاتے اور زار وقطار گریہ فرمانے لگتے اور جب کوئی سبب معلوم کرتا تو فرماتے: میں اپنے بابا اور عزیزوں کی شہادت پر کیوں نہ گریہ کروں؟ یزیدیوں نے بیابان کے درندوں کو پانی پینے دیا لیکن میرے بابا حسینؑ کو پیاسا رکھا اور اسی عالم میں شہید کردیا، یا کبھی سائل کے جواب میں فرماتے: میرے رونے پر ملامت نہ کرو اس لئے کہ یعقوب ابن اسحاق علیہما السلام پیغمبر اور نبی زادے تھے اور خدا نے انہیں بارہ بیٹے بخشے تھے اور خدا نے ان میں سے صرف ایک کو معینہ مدت تک کے لئے نظروں سے دور کردیا تو فراق یوسفؑ میں جناب یعقوبؑ اس قدر روئے کہ آنکھوں کی بینائی چلی گئی، کمر خمیدہ ہو گئی اور سر کے بال سفید ہو گئے جب کہ یوسفؑ اس دنیا میں زندہ تھے لیکن میں نے خود اپنی آنکھوں سے اپنے بابا اور اکہتر عزیزوں کو مظلومانہ شہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے تو کیونکر اس طرح گریہ نہ کروں اور کیونکر میرے آنسو تھم سکتے ہیں؟! (لہوف، سید ابن طاووس، ص ۳۸۰)

۲۔ افشائے راز اور عالمانہ سرزنش

بنی امیہ نے اپنا منحوس چہرہ مکر وفریب اور ریا کے ذریعہ چھپا رکھا تھا، امام حسین علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت نے بنی امیہ کے منحوس چہرے سے کچھ حد تک پردہ اٹھایا لیکن امام سجاد علیہ السلام کی اسیری نے پوری طرح بنی امیہ کی شرافت کا پردہ فاش اور ان کے منافقانہ چہرے کو دنیا والوں کے سامنے پیش کردیا، ہم اس مقام پر امامؑ کی عالمانہ سرزنش اور راز فاش کرنے کے چند نمونے پیش کرتے ہیں:

الف: کوفہ کے پیمان شکنوں کی مذمت

امامؑ کوفیوں کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" ایّھا الناس ناشدتکم باللہ ھل تعلمون انکم کتبتم الی ابی و خدعتموہ و اعطیتموہ من انفسکم العھد والمیثاق والبیعۃ وقاتلتموہ وخذلتموہ فتبا لما قدمتم لانفسکم و سواہ لرایکم بایۃ عین تنظرون الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اذ یقول لکم قتلتم عترتی وانتھکتم حرمتی فلستم من امتی " (بحار الانوار، ج ۵۴، ص ۱۱۲؛ اعیان الشیعہ، سید حسین بروجردی، ج۱، ص ۶۱۳؛ حیاۃ الامام زین العابدین، ص ۱۶۷، ۱۶۸؛ نفس المھموم، شیخ عباس قمی، ص ۲۱۷؛ اللھوف، سید بن طاووس، ص ۱۵۷، ۱۵۹، مقتل ابی مخنف؛ ص ۹۹)

اے کوفیو! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں ! بتاؤ کیوں تم نے میرے بابا کو خط لکھ کر بلایا اور پھر انہیں دھوکہ دیا، اپنے خطوط میں عہد و پیمان باندھا، بیعت کی اور پھر انہیں کے خلاف جنگ کے لئے آمادۂ پیکار ہوگئے اور ان کی مدد سے اپنے ہاتھ کھینچ لئے، تم پر وائے ہو! کہ تم نے آخرت کے لئے کتنی ہی بری چیز ذخیرہ کی ہے، کتنی ہی بری تدبیر کی، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا منھ لے کر جاؤگے اور جب تم لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیوں تم نے میری عترت کو قتل کیا اور ہتک حرمت کی ؟" تو تم کیا جواب دوگے " تم میری امت سے نہیں ہو۔

امام سجاد علیہ السلام کے خطبے نے کوفیوں کے دلوں میں ایک انقلاب برپا کردیا، کوفیوں کے نالہ و شیون کی آواز بلند ہوئی اور سب ایک دوسرے کی ملامت کرنے لگے، اس کے بعد امامؑ نے اس نکتہ کی تاکید کی کہ ہماری سیرت بھی بالکل وہی سیرت ہونی چاہئے جو آنحضرت ﷺ کی تھی اس لئے کہ آپؑ کی سیرت نمونہ عمل ہے، امامؑ کی انقلابی باتوں اور مخلصانہ خطبہ کو سن کر ایک صدا ہوکے کہنے لگے: ہم آپؑ کے اطاعت گزار ہیں اور ہرگز آپؑ سے جدا نہیں ہوں گے اور جس سے جنگ کے لئے کہیں گے، اس سے جنگ کے لئے آمادہ ہوجائیں گے اور جس سے صلح کرنے کے لئے کہیں گے، صلح کرلیں گے، یزید کو قتل کردیں گے اور آپؑ پر ظلم کرنے والوں سے سخت بیزار ہیں۔

امام سجاد علیہ السلام نے جوکہ کوفیوں کو اچھی طرح پہچانتے تھے، ان کی باتوں کو سننے کے بعد فرمایا :

" ھیھات ھیھات أیھا الغدرۃ المکرۃ حیل بینکم وبین شھوات انفسکم أتریدون أن تاتوا الیّ کما أتیتم الی آبائی من قبل، کلّا ورب الراقصات فان الجرح لما یندمل، قتل ابی صلوات اللہ علیہ

بالامس و أهل بيته معه ولم ينسني ثكل رسول الله و ثكل ابي و بني ابي و وجده بين لهاتي و مرارته بين حناجري وحلقي و غصه يجري في فراش صدري و مسألتي أن لاتكونوا لنا ولا علينا" (حوالہ سابق)

ہر گز نہیں! ہر گز نہیں! اے دھوکہ باز اور مکار قوم! اور شہوتوں کے غلام! کیا وہی سلوک میرے ساتھ بھی روا رکھنا چاہتے ہو جو سلوک میرے بابا کے ساتھ کیا تھا؟ ہر گز نہیں! خدا کی قسم! تم نے جو زخم وارد کئے ہیں وہ ابھی تک مندمل نہیں ہوئے ہیں اور ہمارا دل بابا اور آپؑ کے اعزاء و اصحاب کی شہادت سے داغدار ہے، غم واندوہ نے بے حال کر دیا ہے اور میرا غم کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے، بس میری تم لوگوں سے یہی خواہش ہے کہ تم نہ میرے ساتھ رہو اور نہ میرے خلاف رہو۔

ب: بعلبک کے لوگوں کی مذمت

اسیروں کا قافلہ جس شہر و دیار سے گزرتا تماشائیوں کی تحقیر آمیز ہنسی، مغموم و مجروح جسم و جان کو ہر چیز سے زیادہ آزار دینے والی تھی، بعلبک کے لوگ اپنے شہر سے چھ کیلو میٹر باہر آئے اور مقامی رسم و رواج کے مطابق انھوں نے جشن و سرور اور ہلڑ ہنگامہ مچانا شروع کر دیا، جب ان کی حرکتوں کو جناب ام کلثومؑ نے مشاہدہ کیا تو انہیں اس طرح بددعا دی: " أباد الله كثرتكم و سلّط عليكم من يقتلكم؛ (بحار الانوار، الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار، علامہ مجلسی، ج۴۵، ص۱۲۶) خدا تمہاری کثرت کو نابود کرے اور تم پر کسی ایسے کو مسلط کرے جو تم کو قتل کرے۔ آپؑ کے رخسار پر آنسوؤں کے قطرات جاری تھے اور اسی حال میں بعلبک کے غفلت زدہ لوگوں کو سوختہ دل کے ساتھ اس طرح مخاطب کیا:

وهو الزمان فلا تفنى عجائبه — من الكرام و ما تهدى مصائبة
فليت شعري الى كم ذا تجاذبنا — فنونه و ترانا لم نجاذبه
يسري بنا فوق أقتاب بلا وطاء — و سايق العيس يحمي عنه غاربه
كاننا من اسارى الروم بينهم — كان ما قاله المختار كاذبه
كفرتم برسول الله ويحكم — فكنتم مثل من ضلت مذاهبه"

(سابق حوالہ، ص۱۲۷)

"ہاں! یہ زمانہ ہے جس کے عجائبات کو انتہا نہیں ہے اور اس کی بلاؤں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، اے کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ دنیا کی کشمکشیں کب تک اور کہاں تک ہمیں اپنے ساتھ پھراتی رہیں گی اور کب تک زمانہ ہم سے پیٹھ پھیرے رہے گا اور برہنہ اونٹوں کی پشتوں پر گردش کراتا رہے گا حالانکہ

اونٹوں پر سوار نجیب زادے اپنے آپ کو راستے کی دشواریوں سے بچاتے ہیں، گویا کہ ہم رومی اسیر ہیں جو ان کے ہاتھوں قید و بند میں ہیں، تم پر وائے ہو اے بعلبک کے غفلت زدہ لوگو! تم لوگ پیغمبر اکرمؐ کے راستہ سے کیا ہٹ گئے؟ انکا انکار اور ان کی زحمتوں کا کفران کیا اور گمراہوں کے جیسا سلوک روا رکھا"۔

۳۔ وعظ و نصیحت اور حکیمانہ کلام

امام سجاد علیہ السلام ایک رحم دل و مہربان باپ اور خورشید کی مانند لوگوں کے سامنے راہ ہدایت کو منور کرتے، ہر جمعہ کو مسجد النبیؐ میں خطبہ دیتے، لوگوں کو وعظ و نصیحت اور اپنے حکیمانہ کلام سے بہرہ مند کرتے، ہلاکت و تباہی اور تاریکی میں مبتلا ہونے سے ڈراتے۔ (تحف العقول، حسین بن علی بن شعبہ، نشر جامعہ مدرسین، قم ۱۴۰۴ھ، چاپ دوم، ص ۲۵۲)۔

اسی طرح جہاں عام مسلمانوں کو نصیحتیں فرماتے، اپنے شیعوں اور خاص مصاحبین کے لئے وعظ و نصیحت فرماتے، جیساکہ ابو حمزہ ثمالی جیسے عظیم صحابیوں نے نقل کیا ہے، امام علیہ السلام اس روش کے ذریعہ جہاں عام مسلمانوں کو وعظ و نصیحت فرماتے وہیں انہیں اسلامی افکار سے آشنا کرتے اور مختلف مناسبتوں اور مواقع پر اپنے اہداف اور مقاصد کو عملی بھی کیا کرتے تھے۔

امام علیہ السلام کے حکیمانہ اور وعظ و نصیحت پر مبنی بعض بیانات کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں:

اے ایمان لانے والو! کہیں تمہیں دنیا کے دلدادہ طاغوتوں اور اس پر مر مٹنے والوں، اس کی فانی لذتوں اور زوال پذیر نعمتوں کے شیدائیوں کے زرق و برق دھوکہ نہ دیں۔۔۔ میری جان کی قسم! تم نے اس سے پہلے مختلف حوادث دیکھے اور فتنوں کے ہجوم سے سالم باہر آئے اور ہمیشہ گمراہوں، بدعت گزاروں اور زمین پر فساد برپا کرنے والوں سے دوری اور بیزاری کرتے رہے، پس اس وقت بھی خدا ہی سے مدد مانگو، خدا اور ولی خدا کی اطاعت کرو جو موجودہ حاکموں سے کہیں بہتر ہیں۔ گنہگاروں، خطا کاروں، ظالموں اور فاسقوں سے دوستی اور ان کی قربت سے بچو اور ان کے فتنوں سے دور اور ان سے دائم بچتے رہو، جان لو کہ جو بھی خدا کے اولیاء کی مخالفت پر اتر آئے اور خدا کے دین کے سوا کسی دوسرے دین کی پیروی کرے اور رہبر الٰہی کے فرمان سے سرکشی کرے تو وہ جہنم کے شعلوں میں ہوگا"۔ (سابق حوالہ، ص ۲۵۲)

۴۔ کریمانہ سلوک

امام زین العابدین علیہ السلام کی مہربانیاں اور حسن سلوک صرف دوستوں سے ہی مخصوص نہ تھا بلکہ حکومت وقت کے ساتھ بھی آپؑ کا سلوک شدت پسندانہ نہ تھا بلکہ حتی المقدور آپ کا سلوک کریمانہ ہوا

کرتا تھا، آپؑ کا کریمانہ اخلاق اس لئے نہ تھا کہ وہ لوگ اس کے مستحق تھے بلکہ زمانہ کا تقاضہ ہی کچھ ایسا تھا کہ ایسے اخلاق و کردار کے ذریعہ آپؑ اور آپؑ کے چاہنے والے انسانی مقاصد اور احکام الٰہی کی بجاآوری سے ہمکنار ہو سکیں۔

مروان بن حکم لوگوں کے خوف و ڈر اور اس کے ناگوار نتائج سے بچنے کے لئے امام علیہ السلام کی بارگاہ میں آیا اور یہ خواہش کی: میرے بال بچے آپؑ کے گھر میں رہیں تاکہ امویوں کے خلاف لوگوں کے ابھرتے ہوئے غضبناک شعلوں سے امان میں رہ سکیں، امام علیہ السلام نے اس کی درخواست کو قبول کرلیا تاکہ بے ادب لوگوں کو ادب کا درس دے سکیں۔ (تاریخ الخلفاء، ج ۲، ص ۶۱۸)

۵۔ پوشیدہ امداد رسانی

عاشور کی برکتوں میں سے ایک برکت یہ بھی تھی کہ اس نے مسلمانوں کے اندر ایثار و فداکاری کی روح کو زندہ کردیا۔ امام سجاد علیہ السلام کے بصیرت افروز خطبوں نے لوگوں میں طاغوت وظالم حکومت سے مقابلہ کی امنگ جگادی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اموی حکمرانوں کے خلاف قیام اور بغاوت پر اتر آئے۔

کربلا کے واقعہ کے بعد سب سے مشہور قیام تین تھے جو تاریخ میں مشہور ہیں: قیام توابین، قیام مختار اور اہل مدینہ کا قیام، گرچہ امام سجاد علیہ السلام سیاسی مشکلات اور پکڑ دھکڑ کی وجہ سے علانیہ طور پر دخیل نہ تھے اور زیادہ تر تقیہ میں رہتے تھے لیکن حقیقت میں مذکورہ قیاموں کے سربراہوں سے اپنی رضایت کا اعلان کردیا تھا۔ (بحار الانوار، ج ۵۴، ص ۳۵۰)

۶۔ عارفانہ راز ونیاز

جس دور میں دشمنوں نے مسجدوں کی محرابوں کو خدا کے بندوں کے خون سے رنگین کردیا تھا اور مسجد و محراب سے حق کو زندہ کرنے کے لئے قیام کرنے والوں کو دبا دیا جاتا تھا، اس دور میں امام سجاد علیہ السلام نے مکتب راز و نیاز اور دعا و نیائش کے ذریعہ تعلیمات الٰہی کا ایک نیا باب کھول دیا اور خلوتوں کے راز و نیاز کو ہر فریاد سے بڑھ چڑھ کر غفلت زدہ لوگوں، گمراہوں اور آنے والی نسلوں کے کانوں تک پہنچایا۔

اس میدان میں امام علیہ السلام نے اس حد تک جانفشانی کی اور جدت دکھائی کہ جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بیٹی فاطمہؑ نے اپنے بھتیجے میں بے وقفہ عبادتوں اور راز و نیاز کو دیکھا تو آپؑ کو بھتیجے کی سلامتی کے خطرے میں پڑ جانے کا خطرہ لاحق ہوگیا اور جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے مدد مانگی تاکہ عبادت میں امام سجاد علیہ السلام کی بے پناہ جانفشانیوں کو کچھ کم کرواسکیں۔ (سابق حوالہ، ج ۴۶، ص ۶۰)

ثقافت عاشور کی حفاظت کے لئے اس روش کا استعمال امامؑ کی نہایت بصیرت اور زمانہ شناسی کی نشاندہی کرتاہے۔ امام سجاد علیہ السلام کی دعاوں کو جو صحیفہ سجادیہ، مناجات خمسہ عشر، دعائے ابوحمزہ ثمالی روزانہ کی دعائیں وراسی طرح دیگر بے شمار دعائیں ایسی ہیں جو ہر سننے والے عارف وزاہداور سمجھدار کو جھنجھوڑ دیتی ہیں اوران دعاؤں کے بلند و بالا معانی اور معارف وادی کمال و معرفت کے راہیوں کی پیاس کو بجھادیتے ہیں، بلکہ بعض دعاؤں میں قیام حسینی کے اہداف و مقاصد کو بھی بیان کیا گیا ہے اور دعاپڑھنے والے عبادت گزار کو گوشہ نشینی سے کھینچ کر طاغوتوں کے سامنے میدان مقابلہ میں لاکھڑا کر دیتی ہیں اور اسے عزت وسربلندی کااعلیٰ درس دیتی ہیں۔

امام سجاد علیہ السلام کی دعاؤں میں جو چیز سب سے زیادہ قابل غور ہے وہ حضرتؑ کا محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنا ہے جسے صحیفہ سجادیہ کی ہر دعامیں زیادہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، دعاؤں کے شروع میں آخر میں اور وسط میں ایسی مستجاب الدعوہ اور عظیم القدر دعا اور درود کو حاجتوں اور درخواستوں کے درمیان مشاہدہ کیا جاسکتاہے۔ جس دور میں امام سجاد علیہ السلام زندگی بسر کررہے تھے وہ خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام اور شیعیان علی علیہ السلام کے لئے نہایت دشوار زمانہ تھا، بنی امیہ کی حکومت کے مظالم اور امام علی علیہ السلام پر لعن وطن اور زہریلے پروپیگنڈوں کے باوجوداس طرح دعاؤں کااہتمام اور اس میں درود کی کثرت واقعاً قابل غور ہے، اسی طرح اہلبیت علیہم السلام کی عظمت ومنزلت کو پہنچوانا ان سے محبت اور توسل کی ضرورت، حقیقت میں حکومت وقت اور اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں سے مقابلہ کی ایک قسم تھی جسے امام سجاد علیہ السلام نے اپنایا تھا۔

امام سجاد علیہ السلام نے اپنے زمانہ کی شناخت اور حالات و شرائط کا جائزہ لینے کے بعد لوگوں کی ہدایت اورانہیں وعظ ونصیحت کرنے کی ذمہ داری سنبھال لی تھی اور اس راہ میں اپنے عقائد کی تبلیغ اور معارف الٰہیہ کو عام کرنے کے لئے دعاکا استعمال کیااور اس طرح آپ نے دنیائے عرفان میں ایک نیا باب کھولااور تشنہ کاموں کو صحیفہ سجادیہ نامی عظیم کتاب سے سیراب کیا۔

۷۔ مجاہدانہ تربیت

امام سجاد علیہ السلام کی بصیرت افروزی کاایک طریقہ ایسے انسانوں کی پرورش اور تربیت تھی جو مستعد اور فتنہ کے ہنگاموں میں ہوشیار تھے،ایسے لوگ جن کے فیضان نے دامن طبیعت کو شاداب اوراس دورکے خشک معاشرے کو بارآور کردیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اسلامی سماج میں مشعل ہدایت تھے اور امام علیہ السلام کے معارف کو لوگوں کے درمیان عام کرتے تھے، شیخ طوسیؒ نے آپؑ کے اکہتر اصحاب کی فہرست بیان کی ہے

جنہوں نے آپؑ کی خدمت میں رہ کر کسب فیض اور آپؑ سے متعدد روایتیں نقل کی ہیں؛ سعید بن جبیر، ابوحمزہ ثمالی، ابان بن تغلب، بشیر بن غالب اسدی، جابر بن عبد اللہ انصاری، حسن بن محمد بن حنفیہؒ، سلیم بن قیس ہلالی، ابولاسود دوئلی، فرزدق وغیرہ۔۔۔یہ وہ لوگ ہیں جو امامؑ کے صحابیوں میں ممتاز جانے جاتے تھے چونکہ وہ اس دور میں امامؑ کی جانب سے اسلامی سماج میں بصیرت آفرینی کے عہدہ دار تھے۔

امام سجاد علیہ السلام نے غلاموں کو خریدنے اور پھر انہیں فضائل و مناقب اور اپنے علمی و عملی تربیت کے بعد اسلام کی مختلف مناسبتوں جیسے عید فطر وغیرہ کے موقع پر آزاد کرکے بصیرت آفرینی کی راہ میں ایک نیا قدم اٹھایااور تاریخ کے بقول امامؑ نے اپنی حیات پربرکت میں چار ہزار غلام خریدے اور آزاد کئے۔(کشف الغمہ فی معرفۃالائمہ، علی بن عیسی، ملقب بہ بہاء الدین اربلی (۶۹۳) ج۲، ص۷۷)۔

اسی طرح امام نے مدینہ میں شیدائیوں اور چاہنے والوں (ایران سے عراق آنے والے وہ لوگ جو مکتب تشیع سے آشنا ہو چکے تھے) کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ بھی شروع کیا تاکہ انہیں اسلام کی صحیح تعلیم دے سکیں۔

۸۔ قاطعانہ رویہ

امام زین العابدین علیہ السلام کی زندگی کا ایک اہم اور نمایاں پہلو فتنوں کے فکری و علمی عہدہ داروں سے مقابلہ ہے، یہ وہ لوگ تھے جو عمومی اذہان کو حکومت وقت کے حق میں پھیر دیتے تھے اور فکری وذہنی اعتبار سے لوگوں کو حکومت کی من مانیوں کے لئے آمادہ کرتے تھے، انہیں موارد میں سے ایک مورد جو امامؑ کی سیاسی زندگی میں نمایاں نظر آتا ہے، وہ درباری محدث محمد بن مسلم زہری ہے (امامؑ کے دور میں زہری مدینہ کا محدث اور اپنے زمانہ کا فقیہ شمار کیا جاتا تھالہٰذا بنی امیہ نے زہری کی شہرت سے فائدہ اٹھانے اور موجودہ حکومت کو جائز قرار دینے کے لئے اسے خرید لیااور وہ بنی امیہ کی دولت وثروت اور آسائش و آرام تک پہنچنے کے لئے عبد الملک بن مروان کے ہمنشینوں اور پھر اس کی اولاد کے مصاحبین میں شامل ہوگیا۔ ہشام بن عبد الملک نے اسے اپنے بچوں کا معلم بنایا اور زہری نے اپنی عمر کے آخری ایام تک اس عہدہ کو نبھایا، وہ چونکہ پوری طرح بنی امیہ کا حلقہ بگوش غلام بن چکا تھا، ان کے اشاروں پر من گھڑت حدیثیں جعل کرتا یا صحیح حدیثوں میں تحریف کردیتا تھا)۔امام علیہ السلام نے اس کے اس رویہ کی زبردست مخالفت کی اور اسے غلط ٹھہرایا۔مزید معلومات کے لئے رجوع کریں،(سفینۃ البحار، شیخ عباس قمی، ج۱، ص۵۷۳، مادہ "زہر")

امام سجاد علیہ السلام نے زہری کے سیاہ کارناموں کے پیش نظر ایک مذمت آمیز بلکہ بصیرت افروز اور اس کی خیر چاہتے ہوئے ایک خط لکھا، ہم یہاں پر اس خط کے بعض حصوں کو پیش کرتے ہیں:

" خدا ہمیں اور تمہیں فتنہ سے دور رکھے اور تمہیں جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے، اس وقت جو بھی تیرا حال ہے، اس حالت کے سلسلہ میں جو بھی اطلاع پائے گا اس کو حق ہے کہ تم پر رحم کھائے، خدا کی متنوع نعمتوں نے تجھے کمر خمیدہ بنادیا ہے، خدا تیرے بدن کو سالم اور تیری عمر طولانی کرے، علوم قرآن کا حامل، احکام دین سے آشنا اور سنت پیغمبر ﷺ کا عارف بنائے، اب خدا کی حجت تم پر تمام ہوچکی۔۔۔ایسی نعمتوں کے مقابلے میں تجھ پر لازم ہے کہ اس کا نہایت شکر گزار بندہ ہوجائے کیونکہ اس نے ان نعمتوں کے ذریعہ تیرا امتحان لیا۔۔۔ یاد رہے کہ تو بارگاہ الٰہی میں ایستادہ ہے اور خدا تجھ سے سوال کررہا ہے کہ تو اس کی نعمتوں کا شکر کیسے بجالایا اور اس کی حجت کے سامنے اپنے وظائف کو کیونکر پورا کیا تو پھر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا؟ تیرے ذہن میں یہ خیال ہرگز نہ آنے پائے کہ خدا تیرے عذر کو قبول کرلے گا اور تیری خطاؤں کو معاف کردے گا اس لئے کہ اس نے اپنی کتاب میں علماء سے یہ عہد و پیمان لیا ہے کہ وہ لوگوں کو حقائق سے آشنا کریں جیسا کہ فرماتا ہے :" لتبیننّه للنّاس ولا تکتمونه" (سورہ آل عمران، آیت ۱۸۷) آسمانی کتاب کو لوگوں کے سامنے بیان کرو اور ہرگز اسے نہ چھپاؤ۔

تم جان لو کہ کم ترین چیز جسے تم نے چھپایا اور سبک ترین چیز جسے اپنے کاندھوں پر اٹھایا وہ ظالموں کی وحشت کو اطمینان وسکون میں بدل دینا ہے؛ اس لئے کہ تم ان سے قریب ہوا اور جب بھی انہوں نے بلایا ان کی اجابت کی اور ان کے لئے گمراہی کے راستے بھی فراہم کئے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں کل کے دن تمہارے گناہوں کی وجہ سے تمہارا حساب خیانتکاروں جیسا نہ ہو اور ستمگروں کی حمایت کے بدلے تمہیں جو کچھ نصیب ہوا ہے، اس کی بابت تم سے سوال وجواب نہ ہو۔ جو تمہارا حق نہ تھا وہ ان لوگوں نے تمہیں عطا کیا اور تم نے بھی اسے قبول کرلیا اور ایک ایسے شخص سے نزدیک ہوگئے جس نے کسی کا حق انہیں واپس نہیں لوٹایا ہے اور جب اس نے تم کو اپنا مقرب بنایا تو ہرگز کسی باطل کو ختم نہیں کیا پس تم نے خدا کے دشمن کو اپنی دوستی کے لئے انتخاب کیا ہے، کیا ایسا نہیں ہے کہ ان لوگوں نے تمہیں دعوت دی اور اپنا مقرب بنایا، ذرا ہوش کے ناخن لو کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ ملانے کے لئے دعوت دیتے ہیں اور تمہیں اپنے ظلم و ستم کا آسیاب بناتے ہیں اور تمہیں پل بنا کر اپنی خواہشات کو پورا کرنا چاہتے ہیں اور تمہیں زینہ بنا کر گمراہی وضلالت کی بلندیوں تک پہنچنا چاہتے ہیں؟!

۔۔۔ ان لوگوں نے تمہیں جو کچھ تم سے لی گئی چیزوں کے عوض عنایت کیا، کس قدر کم اور حقیر ہے، ذرا آنکھیں کھول کے تو دیکھو کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے اس دنیا میں جو کچھ جمع کیا

ہے وہ کس قدر کم ہے اور آخرت میں جو کچھ برباد کیا ہے وہ کس قدر زیادہ ہے، یہ تم کیا کر رہے ہو؟ ہوشیار رہو اور یاد رہے کہ تم خود اپنی حفاظت کر سکتے ہو اور کوئی دوسرا تمہاری حفاظت نہیں کر سکتا، ایک حساب کرنے والے کی مانند اپنے نفس سے حساب لو۔۔۔ ایسا ہرگز خیال نہ کرنا کہ میں تمہاری مذمت اور سرزنش کرنا چاہتا ہوں، فقط میری خواہش یہ ہے کہ خداوند عالم تمہاری خطاؤں کو معارف کرے اور تمہارے پلٹے ہوئے دین کو تمہیں دوبارہ لوٹا دے، میں نے اپنی باتوں میں کلام الٰہی کا سہارا لیا: " و ذکّر فان الذّکری تنفع المؤمنین " (سورہ ذاریات، آیت ۵۵)؛ انہیں متنبہ کردو اسلئے کہ یاددلانا مومنین کے لئے سودمند ہے۔

۔۔۔جب دنیا تمہارے جیسے سن رسیدہ، حامل علوم اور موت سے نزدیک ہونے والے میں اپنا اثر چھوڑ سکتی ہے اور تمہارے جیسا انسان ایسی دنیا کا دلدادہ بن جائے تو پھر اس سے ایک ایسا جوان کیونکر بچ کر نکل سکتا ہے جس کی معلومات کم ہے، عقل ناتواں ہے اور اس میں روشن خیال کا فقدان ہے؟! "انّا للہ وانّا الیہ راجعون "(سورہ بقرہ، آیت ۱۵۶)

۔۔۔ جاگو اور دیکھو کہ کس طرح اپنے منعم اور مربی کا شکر بجالا رہے ہو جس نے طفولیت سے ابھی تک تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے اور کیونکر اس شخص کا احترام کرتے ہو جس نے دین کے ذریعہ تمہیں لوگوں پر مرتبہ عطا کیا؟ کیا سونپی گئی ذمہ داریوں کے عوض تمہارے شکر کا انداز ایسا ہی ہے؟ مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہارا حساب اس آیت کے بموجب ان لوگوں میں نہ ہو:

" اضاعوا الصلاۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیّا" (سورہ مریم، آیت ۵۹)؛ اور جب ان کے جانشین آئے تو انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی اور بہت جلد وہ اپنے کئے کی پوری سزا پائیں گے۔

خداوند عالم نے تمہیں قرآن کے احکام کی بجاآوری کا حکم دیا ہے اور اس نے تمہیں علم کی نعمت سے نوازا لیکن تم نے اسے برباد کردیا، میں خدا کا نہایت شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تمہاری بلاؤں سے محفوظ رکھا ہے۔ والسلام۔ (بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۷۱، ص ۱۲۰)